احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

ہفتہ 19 جنوری 2013ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 19 جنوری 2013ء 6 ربیع الاوّل 1434 ہجری 19 صلح 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 17

عقبیٰ کو مت بسارو

اے دوستو پیارو! عقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو، کچھ کام میں گزارو
دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اُتارو
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

اخلاق عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی فرماتے ہیں:۔

میاں جان محمد صاحب کا جنازہ قبرستان میں گیا تو حضرت مسیح موعود نے نماز جنازہ پڑھائی اور خود امام ہوئے نماز میں اتنی دیر لگی کہ ہمارے مقتدیوں کے کھڑے کھڑے پیر دکھنے لگے اور ہاتھ باندھے باندھے درد کرنے لگے اوروں کی تو میں کہتا نہیں کہ ان پر کیا گزری لیکن میں اپنی کہتا ہوں کہ میرا حال کھڑے کھڑے بگڑ گیا اور یوں بگڑا کہ کبھی ایسا موقع مجھے پیش نہیں آیا کیونکہ ہم نے دو منٹ میں نماز جنازہ ختم ہوتے دیکھی ہے پھر مجھے ہوش آیا تو سمجھا کہ نماز تو یہی نماز ہے پھر تو میں مستقل ہو گیا اور ایک لذت اور سرور پیدا ہونے لگا اور یہ جی چاہتا تھا کہ ابھی اور نماز لمبی کریں۔

جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو حضرت اقدس مکان کو تشریف لے چلے۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ: حضور اتنی دیر نماز میں لگی کہ تھک گئے۔ حضور کا کیا حال ہوا ہوگا۔ یعنی آپ بھی تھک گئے ہونگے۔

حضرت اقدس نے فرمایا: ہمیں تھکنے سے کیا تعلق ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے اس سے مرحوم کے لئے مغفرت مانگتے تھے مانگنے والا بھی کبھی تھکا کرتا ہے جو مانگنے سے تھک جاتا ہے وہ رہ جاتا ہے ہم مانگنے والے اور وہ دینے والا پھر تھکنا کیسا جس سے ذراسی بھی امید ہوتی ہے وہاں سائل ڈٹ جاتا ہے اور بارگاہ احدیت میں تو ساری امیدیں ہیں وہ معطی ہے وہاب ہے رحمٰن ہے رحیم ہے اور پھر مالک ہے اور بس پر عزیز

دوسرے صاحب: حضور نے کیا کیا دعائیں کیں دعاء ماثورہ تو چھوٹی سی دعا ہے۔

حضرت اقدس: دعائیں جو حدیثوں میں آئی ہیں وہ دعاء کا طرز اور طریق سکھانے کے لئے ہیں یہ تو نہیں کہ بس یہی دعائیں کرو اور اس کے بعد جو ضرورتیں اور پیش آئیں ان کے لئے دعا نہ کرو۔ دعا کا سلسلہ قرآن شریف نے اور حدیث شریف نے چلا دیا۔ اب آگے داعی پر اس کی ضرورتوں کے لحاظ سے معاملہ رکھ دیا کہ جیسی ضرورتیں اور مطالب اور مقاصد پیش آئیں دعا کرے۔ ہم نے اس مرحوم کے لئے بہت دعائیں کیں اور ہمیں یہ خیال بندھ گیا کہ یہ شخص ہم سے محبت رکھتا تھا ہمارے ساتھ رہتا تھا ہمارے ہر ایک کام میں شریک رہتا تھا اور اب یہ ہمارے سامنے پڑا ہے اب ہمارا فرض ہے کہ اس وقت ہم شریک حال ہوں اور یہ وہ ہے کہ اس کے واسطے جناب باری میں دعائیں کی جائیں سو اس وقت جہاں تک ہم میں طاقت تھی دعائیں کیں۔

میں کچھ بولنا چاہتا تھا جو حضرت مولانا نورالدین صاحب بول اٹھے۔ جناب مجھے اس وقت یہ خیال آیا اور اس وقت بھی کہ جب مرحوم کا جنازہ پڑھا جارہا تھا کہ یہ جنازہ میں ہوتا۔

حضرت اقدس نے ہنس کر فرمایا آپ مولوی صاحب نیکیوں میں سابق بالخیرات ہیں۔ انما الاعمال بالنیات انسان کو نیت صحیح کے مطابق اجر مل جاتا ہے اور آپ تو نورالدین اسم بامسمّٰی ہیں۔

(تذکرۃ المہدی ص 77-78)

ہفتہ تعلیم القرآن

سال 2013ء کا پہلا ہفتہ تعلیم القرآن مورخہ 8 تا 14 فروری 2013ء منایا جارہا ہے۔ تمام امراء، صدران وسیکرٹریان تعلیم القرآن سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں حسب پروگرام ہفتہ تعلیم القرآن منائیں۔

ہفتہ قرآن کا مختصر پروگرام درج ذیل ہے۔ مقامی حالات کے مطابق اس میں بہتر تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

☆ دوران ہفتہ نماز تہجد سے آغاز اور نماز باجماعت کے قیام کو یقینی بنایا جائے، ہر فرد جماعت روزانہ کم از کم دو رکوع تلاوت کر کے ترجمہ بھی پڑھے۔ مورخہ 8 فروری 2013ء کا خطبہ جمعہ قرآن کریم کے فضائل وبرکات، تعلیم القرآن اور ہماری ذمہ داریوں کے متعلق دیا جائے۔

☆ دوران ہفتہ عہدیداران (خصوصاً سیکرٹری تعلیم القرآن) گھروں کا دورہ کر کے احباب جماعت کا جائزہ لیں کہ ہر فرد جماعت روزانہ تلاوت قرآن کریم کرے خصوصاً کمزور اور سست افراد سے رابطہ کر کے روزانہ تلاوت کی اہمیت کی طرف توجہ دلائیں۔

☆ سیکرٹری تعلیم القرآن اس امر کا جائزہ لیں کہ آپ کی جماعت میں جو ابھی تک ناظرہ قرآن نہیں جانتے ان کو قرآن کریم پڑھانے کا فوری انتظام کریں۔ ناظرہ نہ جاننے والوں کی ایک معین فہرست تیار کر کے ان کو مستقل بنیادوں پر قرآن کریم پڑھانا شروع کریں۔

☆ ناظرہ قرآن کلاسز اور ترجمہ قرآن کلاسز کا جائزہ لیں، اس میں بھرپور حاضری کی کوشش کریں، اگر کلاسز نہیں ہورہیں تو دوران ہفتہ جاری کریں۔

☆ دوران ہفتہ ایک اجلاس عام منعقد کرائیں۔ جس میں فضائل و برکات قرآن کا

باقی صفحہ 2 پر

حضرت مصلح موعود کے قلم سے

قسط نمبر 49

دیباچہ تفسیر القرآن ۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور خلق عظیم

آپ اپنے مسکین صحابہؓ کی شکلوں سے ہمیشہ یہ معلوم کرتے رہتے تھے کہ ان میں سے کوئی بھوکا تو نہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ کئی دن فاقہ سے رہے۔ ایک دن جب سات وقت فاقہ سے گزر گئے تو وہ بے تاب ہو کر مسجد کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اتفاقاً حضرت ابوبکرؓ وہاں سے گزرے تو اُنہوں نے ان سے ایک ایسی آیت کا مطلب پوچھا جس میں غریبوں کو کھانا کھلانے کا حکم ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی بات سے سمجھا کہ شاید اس آیت کے معنی ان کو معلوم نہیں اور وہ اس آیت کے معنی بیان کر کے آگے چل دیئے۔ حضرت ابوہریرہؓ جب لوگوں کے سامنے یہ روایت بیان کرتے تو غصہ سے کہا کرتے کہ کیا ابوبکر مجھ سے زیادہ قرآن جانتا تھا!! میں نے تو اِس لئے آیت پوچھی تھی کہ ان کو اس آیت کے مضمون کا خیال آجائے اور مجھے کھانا کھلا دیں۔ اتنے میں حضرت عمرؓ وہاں سے گزرے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے ان سے بھی اس آیت کا مفہوم پوچھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اس آیت کا مطلب بیان کر دیا اور آگے چل دیئے۔ صحابہؓ سوال کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ جب ابوہریرہؓ نے دیکھا کہ بے مانگے کھانا ملنے کی کوئی صورت نہیں تو وہ کہتے ہیں میں بالکل نڈھال ہو کر گرنے لگا کیونکہ اب زیادہ صبر کی مجھ میں طاقت نہیں تھی مگر میں نے ابھی دروازہ سے منہ نہیں موڑا تھا کہ میرے کان میں ایک نہایت ہی محبت بھری آواز آئی اور کوئی مجھے بلا رہا تھا۔ ابوہریرہ! ابوہریرہ!! میں نے منہ موڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کی کھڑکی کھولے کھڑے تھے اور مسکرا رہے تھے اور مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ ابوہریرہ! بھوکے ہو؟ میں نے کہا ہاں یَارَسُوْلَ اللّٰہ! بھوکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارے گھر میں بھی کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ ابھی ایک شخص نے دودھ کا پیالہ بھجوایا ہے۔ تم مسجد میں جاؤ اور دیکھو کہ شاید ہماری تمہاری طرح کے کوئی اور بھی مسلمان ہوں جن کو کھانے کی احتیاج ہو۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے دل میں کہا میں تو اتنا بھوکا ہوں کہ اکیلا ہی اس پیالے کو پی جاؤں گا۔ اب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَور آدمی بھی بُلانے کو کہا ہے تو پھر میرا حصہ تو بہت تھوڑا رہ جائے گا۔ مگر بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا مسجد کے اندر گئے تو دیکھا کہ چھ آدمی اور بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اُن کو بھی ساتھ لیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے پاس آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دودھ کا پیالہ اُن نئے آنے والے چھ آدمیوں میں سے کسی کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا اِس کو پی جاؤ۔ جب اس نے دودھ پی کر پیالہ منہ سے الگ کیا تو آپ نے اصرار کیا کہ پھر پیو۔ تیسری دفعہ اصرار کر کے اس کو دودھ پلایا۔ اس طرح چھؤں آدمیوں کو آپ نے باری باری دودھ پلایا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہر بار میں کہتا تھا کہ اب میں مرا۔ میرا حصہ کیا بچے گا لیکن جب وہ چھؤں پی چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے دیکھا کہ ابھی پیالہ میں بہت دودھ موجود تھا جب میں نے دودھ پیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی اصرار کر کے تین دفعہ دودھ پلایا۔ پھر میرا بچا ہوا دودھ خود پیا اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے دروازہ بند کر لیا۔

(بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ)

شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہؓ کو سب کے آخر میں دودھ یہی سبق دینے کے لئے دیا تھا کہ انہیں خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے فاقہ سے بیٹھ رہنا چاہئے تھا اور اشارۃً بھی سوال نہیں کرنا چاہئے تھا۔

آپ ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے تھے اور پانی بھی دائیں ہاتھ سے پیتے تھے۔ پانی پیتے وقت درمیان میں تین دفعہ سانس لیتے تھے۔ اس میں ایک طبی حکمت ہے۔ پانی اگر یکدم پیا جائے تو زیادہ پیا جاتا ہے اور اس سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ کھانے کے متعلق آپ کا اصول یہ تھا کہ جو چیزیں پاکیزہ اور طیب ہوں وہ کھائیں۔ مگر ایسی طرز پر نہیں کہ غریبوں کا حق مارا جائے یا انسان کو تعیش کی عادت پڑ جائے۔ چنانچہ عام طور پر جیسا کہ بتایا جا چکا ہے آپ کی خوراک نہایت سادہ تھی۔ لیکن اگر کوئی شخص کوئی اچھی چیز بطور تحفہ لے آتا تھا تو آپ اس کے کھانے سے انکار نہ کرتے۔ مگر یوں اپنے کھانے پینے کے لئے اچھے کھانے کی تلاش آپ کبھی نہیں کرتے تھے۔

شہد آپ کو پسند تھا اسی طرح کھجور بھی۔ آپ فرماتے تھے کھجور اور مؤمن کے درمیان ایک رشتہ ہے کھجور کے پتے بھی اور اُس کا چھلکا بھی اور اُس کا کچا پھل بھی اور اس کا پکا پھل بھی اور اس کی گٹھلی بھی سب کے سب کارآمد ہیں اس کی کوئی چیز بھی بیکار نہیں۔ مؤمن کامل بھی ایسا ہی ہوتا ہے اس کا کوئی کام بھی لغو نہیں ہوتا بلکہ اس کا ہر کام بنی نوع انسان کے نفع کے لئے ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب العلم باب طرح الامام المسألۃ + بخاری کتاب الاطعمۃ باب برکۃ النخلۃ ۔)

لباس اور زیور میں سادگی اور تقویٰ

لباس کے متعلق بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سادگی کو پسند فرماتے تھے آپ کا عام لباس کرتہ اور تہہ بند یا کرتہ اور پاجامہ ہوتا تھا۔ آپ اپنا تہہ بند یا پاجامہ ٹخنوں سے اُوپر اور گھٹنوں سے نیچے رکھتے تھے۔ گھٹنوں یا گھٹنوں سے اُوپر جسم کے ننگے ہو جانے کو آپ پسند نہیں فرماتے تھے سوائے مجبوری کے۔ ایسا کپڑا جس پر تصویریں ہوں آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ نہ انسانی لباس میں اور نہ پردوں وغیرہ کی صورت میں۔ خصوصاً بڑی تصویریں جو کہ شرک کے آثار میں سے ہیں اُن کی آپ کبھی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے گھر میں ایسا کپڑا لٹکا ہوا تھا آپ نے دیکھا تو اُسے اُتروا دیا۔

(بخاری کتاب اللباس باب ماوطئ من التصاویر)

ہاں چھوٹی چھوٹی تصویر جس کپڑے پر بنی ہوئی ہوں اُس کپڑے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ان سے شرک کے خیالات کی طرف اشارہ نہیں ہوتا۔ آپ ریشمی کپڑا کبھی نہیں پہنتے تھے نہ دوسرے مردوں کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دیتے تھے۔ بادشاہوں کو خط لکھنے کے وقت آپ نے ایک مہر والی انگوٹھی اپنے لئے بنوائی تھی مگر آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ سونے کی انگوٹھی نہ ہو بلکہ چاندی کی ہو کیونکہ سونا خدا تعالیٰ نے میری اُمت کے مردوں کے لئے پہننا منع فرمایا ہے۔ عورتوں کو بیشک ریشمی کپڑے اور زیور پہننے کی اجازت تھی اس بارہ میں آپ نصیحت کرتے رہتے تھے کہ غلو نہ کیا جائے۔

ایک دفعہ غرباء کے لئے آپ نے چندہ کیا۔ ایک عورت نے ایک کڑا اُتار کر آپ کے آگے رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کیا دوسرا ہاتھ دوزخ سے بچنے کا مستحق نہیں؟ اُس عورت نے دوسرا کڑا اُتار کر بھی غرباء کے لئے دے دیا۔ آپ کی بیویوں کے زیورات نہ ہونے کے برابر تھے صحابیات بھی آپ کی تعلیم پر عمل کر کے زیور بنانے سے احتراز کرتی تھیں۔ آپ قرآنی تعلیم کے مطابق فرماتے تھے کہ مال کا جمع رکھنا غریبوں کے حقوق تلف کر دیتا ہے اس لئے سونے چاندی کو کسی صورت میں گھروں میں جمع کر لینا قوم کی اقتصادی حالت کو تباہ کرنے والا ہے اور گناہ ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے آپ کو تحریک کی کہ اب بڑے بڑے بادشاہوں کی طرف سے سفیر آنے لگے ہیں آپ ایک قیمتی جُبّہ لے لیں اور ایسے موقعوں پر استعمال فرمایا کریں۔ آپ حضرت عمرؓ کی اِس بات کو سن کر بہت خفا ہوئے اور فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے ان باتوں کے لئے پیدا نہیں کیا۔ یہ مداہنت کی باتیں ہیں۔

(بخاری کتاب اللباس باب الحریر للنساء)

ہمارا جیسا لباس ہے ہم اس کے ساتھ دنیا سے ملیں گے۔

ایک دفعہ آپ کے پاس ایک ریشمی جُبّہ لایا گیا۔ تو آپ نے حضرت عمرؓ کو تحفہ کے طور پر دے دیا۔ دوسرے دن آپ نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ اُس کو پہنے پھر رہے تھے۔ آپ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ جب حضرت عمرؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! آپ ہی نے تو تحفہ دیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا ہر چیز اپنے ہی استعمال کے لئے تو نہیں ہوتی۔ یعنی یہ جُبّہ چونکہ ریشم کا تھا آپ کو چاہئے تھا کہ یہ اپنی بیوی کو دے دیتے یا اپنی بیٹی کو دے دیتے یا کسی اَور استعمال میں لے آتے۔ اس کو اپنے لباس کے طور پر استعمال کرنا درست نہیں تھا۔

(بخاری کتاب اللباس باب الحریر للنساء)

بقیہ صفحہ 1 ہفتہ تعلیم القرآن

بقیہ صفحہ 1

تذکرہ ہو، اس میں ذیلی تنظیموں کے ممبران کو بھی شامل کریں۔ نیز مقابلہ تلاوت، مقابلہ حفظ قرآن اور مقابلہ نظم (از منظوم کلام حضرت مسیح موعود بابت قرآن کریم) کے پروگرام بنائیں۔

دوران ہفتہ فضائل قرآن کے بارے میں درس دیئے جائیں۔

☆ ہفتہ قرآن پر عمل کر کے اس کی رپورٹ ماہانہ رپورٹ تعلیم القرآن ماہ فروری 2013ء کے ہمراہ ارسال کریں۔

(ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع : ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم محمد طاہر ندیم صاحب

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2012ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ شرف انسانیت کا قیام

آپؐ نے غربا، یتامیٰ، غلاموں، عورتوں، بچوں اور دشمنوں سے حسن سلوک فرمایا

آج سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے دنیا کی حالت عموماً اور ملک عرب کی خصوصاً انتہائی خراب تھی۔ ملک عرب کے باسی ایک وحشی قوم تھے، درندگی اور بہیمیت ان کے اخلاق و عادات کا جزو بن چکی تھی۔ اگر کہیں اخلاق فاضلہ اور انسانی اقدار کی کوئی رمق تھی بھی تو وہ اپنی قوم اور قبیلے تک ہی محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ گو شجاعت اور بہادری بھی تھی لیکن ایسی بے قید کہ اس سے ظلم و بربریت کی داستانیں رقم ہوتی تھیں اور ذرا ذرا سی بات پر بھی ہر ایک کی شمشیرِ بے نیام انسانی خون سے سرخ پوش ہونے کو بے قرار رہتی تھی۔ انسان تو انسان جانور بھی ان کے جور و ستم اور روح فرسا مظالم سے محفوظ نہ تھے۔

انسان نے اپنا شرف اس حد تک کھو دیا تھا کہ خدا کو بھول کر شجر و حجر کے علاوہ اپنی ساختہ پرداختہ مورتیوں اور بتوں کے آگے بھی سجدہ ریز ہوتا تھا۔

انسانی قدریں پامال اور شرف انسانی تار تار تھا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ سسکتی بلکتی انسانیت شرف انسانی کے کسی قیم کو صدائیں دے رہی تھی۔

ایسے میں ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا، جہالت کی تاریکیوں کو اُجالوں میں بدلنے کے لئے سراج منیر طلوع ہوا، شرف انسانی کا وہ قیم مبعوث ہوا جس نے پستیوں سے اٹھا کر انسان کو اشرف المخلوقات کے مقام حقیقی پر لا کھڑا کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر جہاں ارباباً من دون اللّٰہ کو چھوڑ کر خدائے واحد و یگانہ کے سامنے سربسجود ہونے کے لئے بلایا وہاں پہلی دفعہ انسانیت کا شرف قائم کرنے کے لئے یہ اعلان بھی کیا کہ اے تمام دنیا کے انسانو! تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا گیا ہے اور تمہارے گروہ اور قبائل محض باہمی پہچان کے لئے بنائے ہیں۔ آج سے ذات پات اور نسلی امتیازات کالعدم ہیں۔ آئندہ عزت و فضیلت کا معیار نیکی اور تقویٰ ہوگا۔ (الحجرات:14)

آپ نے اس تعلیم کا خود عملی نمونہ پیش فرمایا۔

غربا اور ضُعفا کا شرف

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض غلاموں، کمزوروں اور غریب صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ عرب کے بعض سردار آئے اور کہنے لگے کہ ہم ان غریب، مفلس اور نچلے طبقہ کے لوگوں کی موجودگی میں آپ کے پاس نہیں بیٹھ سکتے اس لئے ان کو اٹھا دیں۔ لیکن وہ نبی جو رنگ و نسل اور اعلیٰ و ادنیٰ کی تفریق کے بتوں کو توڑنے اور انسانیت کا شرف قائم کرنے کے لئے آیا تھا اس نے سرداروں کی خاطر غریبوں کو مجلس سے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ (ابن ماجہ)

وہ معاشرہ جس میں اس بات کا تصور ہی نہ تھا کہ ہر شخص کا بحیثیت انسان ایک مقام و مرتبہ اور ایک شرف ہے اس معاشرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ احترام آدمیت اور شرف انسانیت کو قائم کرنے کیلئے یہ اعلان بھی کروایا گیا کہ:

ہم نے بنی آدم کی تکریم اور شرف قائم کیا ہے اور اسے کثیر مخلوقات پر فضیلت بخشی ہے۔ (الاسراء: 71)

اس فضیلت و تکریم کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہئے کہ بنی آدم بہیمیت اور وحشیانہ طور طریقوں کو چھوڑ کر مہذب اقدار اور اعلیٰ اخلاق سے آراستہ زندگی گزاریں اور بنی آدم ہونے کے ناطے کوئی انسان دوسرے انسان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور کسی کے ساتھ شرف انسانیت سے گرا ہوا سلوک نہ کرے۔

زمانۂ جاہلیت میں بیماروں، جسمانی عوارض میں مبتلا افراد اور معذوروں کے ساتھ نہایت ذلت آمیز سلوک کیا جاتا تھا۔ انہیں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا، ان کے ساتھ مل کر کھانا کھانا بھی معیوب سمجھا جاتا اور مقدس مقامات میں ان کا داخلہ ان مقامات کی بے حرمتی گردانا جاتا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانیت کے معنوں سے ناآشنا اس طبقہ کے لئے یہ اعلان کیا گیا کہ:

اندھوں لنگڑوں اور بیماروں سے اب یہ نہیں کہا جائے گا کہ ان کے آنے سے خدا کے مقدس مقامات کی بے حرمتی ہوتی ہے بلکہ اگر اندھا لنگڑا یا بیمار اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا دم بھرنے والا ہے تو اپنی معذوری کی وجہ سے دینی کاموں اور جہاد میں بظاہر شریک نہ ہو سکنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ اسے ثواب سے محروم نہیں کرے گا۔ (الفتح: 18)

اس بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھئے کہ کتنا حسین ہے۔ مال غنیمت کی تقسیم ہوتی ہے تو آپ اپنے نابینا صحابی کے حصے کی چادر الگ سنبھال کر رکھ لیتے ہیں۔ کسی کی بیماری کا پتہ چلتا ہے تو نہ صرف یہ کہ خود اس کی تیمارداری کے لئے تشریف لے جاتے ہیں بلکہ اسے ثواب عظیم کے ساتھ ساتھ روز قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔

بلاشبہ شرف انسانی کے قیم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طبقہ پر یہ احسانِ عظیم ہے۔

غلاموں سے حسن سلوک

آنحضورﷺ کی بعثت کے وقت غلاموں سے بھی نہایت حقارت آمیز سلوک کیا جاتا، منڈیوں اور بازاروں میں ان کی خرید و فروخت ہوتی اور انسان ہوتے ہوئے بھی یہ انسانیت کے دائرہ سے باہر خیال کئے جاتے حتیٰ کہ اگر کوئی خوش نصیبی سے آزادی بھی پا لیتا تب بھی یہ حقارت و ذلت اس کا پیچھا نہ چھوڑتی۔ آپؐ نے انسانیت کے پسے ہوئے اس طبقے کو بھی ذلت کی اتھاہ گہرائیوں سے اٹھا کر عزت و تکریم کی بلندیوں تک پہنچا دیا اور یہ تعلیم دی کہ:

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے غلاموں کے ساتھ بہتر ہو۔

اُس زمانہ میں غلاموں کو جانوروں کی طرح مارا جاتا تھا۔ رسول کریمؐ نے اس بات سے سختی سے منع فرماتے ہوئے وصیت کی کہ دن میں ستر دفعہ بھی غلام کو معاف کرنا پڑے تو کرو۔ اس ضمن میں ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”روایت میں آتا ہے۔ سات بھائی تھے اور اُن کے پاس ایک مشترک غلام تھا۔ ایک موقع پر ایک بھائی کو غلام پر غصہ آیا تو اُس نے اُس کو زور سے ایک طمانچہ مار دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں جب یہ بات آئی تو آپ نے فرمایا اس غلام کو آزاد کر دو۔ تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس غلام کو رکھو کیونکہ تمہیں غلام سے حسن سلوک ہی نہیں کرنا آتا۔“

(از خطبہ جمعہ 25 نومبر 2011ء، روزنامہ الفضل 17 جنوری 2012ء)

چنانچہ انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ:

تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو وہ اُسے اُس میں سے کھلائے جس میں سے وہ خود کھاتا ہے اور ویسا ہی لباس پہنائے جیسا خود پہنتا ہے۔ (بخاری)

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت کے بعد بعض صحابہ اور ان کے غلاموں کو ایسی حالت میں بھی دیکھا گیا کہ دونوں نے ایک جیسا لباس پہنا ہوا تھا۔

اس طرح آپؐ نے شفقت اور احسان کے سلوک کی تعلیم دے کر غلاموں کو آقا کے برابر لا کھڑا کیا اور انہیں اخوت کے مقدس اور مضبوط رشتہ میں باندھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو اس قدر عزت و تکریم کا مقام عطا فرمایا کہ چشم فلک نے یہ بھی دیکھا کہ دین و دنیا کا یہ حاکم کبھی غلاموں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلا اور پلا رہا ہے تو کبھی لوگوں کی نظر میں ایک دھتکارے ہوئے غلام سے سر بازار لاڈ کر رہا ہے۔ کبھی بڑے بڑے معززین کو ایک غلام زادے کی قیادت میں عام سپاہی کے طور پر شامل کر رہا ہے تو کبھی شاہی خاندان کی خاتون کی شادی ایک غلام سے کرا رہا ہے غرض اس طبقہ کو شرف عطا کرنے کا کوئی پہلو نظر انداز نہ ہونے دیا۔

یہی نہیں بلکہ مکہ کے گلی کوچوں میں ذلت و تحقیر کا نشانہ بنائے جانے والے بلال کو فتح مکہ کے دن عزت و شرف کی دولت بانٹنے والا قرار دے کر یہ اعلان فرمایا کہ جو بلال کے جھنڈے کے نیچے آ جائے گا اسے امان دی جائے گی۔ اور پھر اسی دن جب کئی سالوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی مرتبہ خانہ خدا میں داخل ہوئے تو اس وقت بھی رحمتِ دو عالم نے یہ اعزاز ایک غلام اور ایک غلام زادے کو بخشا اور حضرت بلال اور حضرت اسامہ بن زید کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔

اسی عزت و تکریم اور مقام کی وجہ سے امیر المومنین حضرت عمرؓ بھی حضرت بلال کو سیدنا بلال کہہ کر بلایا کرتے تھے۔

اسیران سے حسن سلوک

بعثت نبوی سے قبل جنگوں میں اسیر کئے جانے والے قیدی بھی شرف انسانیت سے محروم اور ذلت و تحقیر کا شکار تھے۔ بہیمیت سے بھی نچلے درجہ پر اتر کر ان پر ایسے ظلم توڑے جاتے تھے جن کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس طبقہ کو بھی شرف انسانیت عطا ہوا، اور ان کے بارہ میں بھی ایسی حسن سلوک کی تعلیم دی گئی کہ سر ولیم میور جیسا مخالف بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ:

مسلمان خود بھوکے رہ کر بھی اپنے غیر مسلم جنگی قیدیوں کو کھانا مہیا کرتے تھے۔

ایسا کیوں نہ ہوتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے بارہ میں یہی ہدایت فرمائی تھی۔

ابوعزیز بن عمیر، حضرت مصعبؓ بن عمیر کے بھائی تھے اور جنگ بدر کے 70 قیدیوں میں سے ایک تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کے ایک گھرانے میں قید تھا۔ جب وہ صبح یا شام کا کھانا کھاتے تو مجھے خاص طور پر روٹی مہیا کرتے اور خود کھجور پر گزارا کر لیتے۔ ان میں سے کسی فرد کے ہاتھ میں روٹی کا کوئی ٹکڑا آ جاتا تو وہ مجھے پیش کر دیتا۔ میں شرم کے مارے واپس کرتا مگر وہ مجھے ہی لوٹا دیتے۔ (ابن ہشام)

بعض قیدی جو فدیہ کی طاقت نہیں رکھتے تھے مگر لکھنا پڑھنا جانتے تھے، انہیں شرف انسانی کا آئینہ دار اعلیٰ سلوک کرتے ہوئے یہ اختیار دیا گیا کہ اگر وہ انصار کے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو آزاد ہو نگے چنانچہ جب بچے لکھنے پڑھنے کے قابل ہو جاتے تو ان قیدیوں کو آزاد کر دیا جاتا۔

(طبقات ابن سعد)

دشمنوں سے حسن سلوک

بعثت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مختلف اقوام وقبائل باہم برسرپیکار تھے۔ مفتوح دشمن کی بستیوں کو تباہ وبرباد کر دیا جاتا تھا، دشمنوں کے ساتھ ایسا انسانیت سوز سلوک کیا جاتا اور ایسے اذیت ناک طریق پر انہیں موت کے گھاٹ اتارا جاتا کہ جیسے وہ انسان ہی نہ ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں کے ساتھ شرف انسانی کی اعلیٰ قدروں کو قائم کرنے والا ایسا حسین سلوک فرمایا جو انسانیت کی جبین پر رہتی دنیا تک تاج بن کر سجا رہے گا اور جس کی انسانیت ہمیشہ ہمیش کے لئے ثناخواں رہے گی۔

کفار مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ایسے دشمن تھے جنہوں نے سالہا سال تک مظالم کے پہاڑ توڑے اور ظلم و بربریت کی داستانیں رقم کیں۔ ان دشمنوں کو قحط کا سامنا ہوا تو آپ نے نہ صرف ان کی زندگی اور ہدایت کے لئے دعائیں کیں بلکہ غلے وغیرہ کے ذریعہ بھی ان کی مدد فرمائی۔

اس حسن سلوک کے باوجود اہل مکہ کے مظالم اور شدائد میں کمی نہ آئی حتیٰ کہ فتح مکہ کا تاریخی دن آ گیا۔ جب یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر جھکائے اپنے مظالم کی شدید سے شدید سزا کے منتظر تھے۔ اس دن کا حال بیان کرنے سے پہلے آیئے ذرا اس دور پر ایک نظر ڈال کے تو دیکھیں کہ ایسے موقعہ پر دشمن کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا تھا؟

جاہلیت کے زمانے میں جبل اُوارہ پر بنو شیبان اور حمیری بادشاہ منذر کے مابین جنگ ہوئی جس میں بنو شیبان کو شکست ہوئی۔ منذر نے اس مفتوح قوم کے سینکڑوں آدمیوں کو کوہ اُوارہ کی چوٹی پر بٹھا کر قتل کرانا شروع کیا اور کہا کہ جب تک ان کا خون پہاڑ کی چوٹی سے بہہ کر اس کے دامن تک نہ پہنچ جائے میری قسم پوری نہ ہوگی۔ ایسی ظالمانہ قسم کو پورا کرتے کرتے مقتولین کی تعداد سینکڑوں سے تجاوز کر گئی بالآخر اسے خون پر پانی ڈال کر اپنی قسم پوری کرنی پڑی۔

فتح مکہ کے موقعہ پر شاید حمیری بادشاہ کا واقعہ بھی کفار مکہ کے ذہنوں میں گردش کر رہا ہو، شاید انہیں یہ بھی احساس ہو رہا ہو کہ وہ کوئی عام دشمن نہ تھے، بلکہ یہ تو وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ انہی لوگوں میں مسلمان غلاموں کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹنے والے اور مسلمان عورتوں کو بیدردی سے شہید کرنے والے بھی تھے۔ انہی لوگوں میں آپ کے چچا حضرت حمزہ کا کلیجہ چبانے والے اور آپ کی صاحبزادی زینب پر حملہ کر کے حمل ساقط کرنے والے شامل تھے۔

ان لوگوں نے قدم قدم پر اپنے ظلم وستم سے انسانیت کے شرف کو پامال کیا تھا۔ اس لئے آج یہ شدید سے شدید سزا کے منتظر تھے۔

لیکن کیا ہوا؟ اُس روز بازاروں میں کوئی خون ریزی نہیں ہوئی، مقتولوں کی لاشیں نہیں گرائی گئیں، کسی کو مکہ سے نہیں نکالا گیا۔ حتیٰ کہ کسی ایک کو بھی ماں باپ سے جدا نہیں کیا گیا بلکہ آپ نے عام معافی کا اعلان کر کے اپنے اسوہ سے ہمیں سمجھا دیا کہ انسانی شرف کا تقاضا یہ ہے کہ جب دشمن پر دسترس حاصل ہو جائے اور وہ شرمندہ و نادم ہو تو پھر اسے معاف کر دیا جائے۔ یوں آپ نے ایسا انتقام لیا جس پر رہتی دنیا تک شرف انسانیت نازاں رہے گا! کیونکہ آپ نے تو:

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

بچوں اور یتامیٰ سے حسن سلوک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جاہلیت کے اُس دور میں ہوئی جب اولاد اور بچوں کے حقوق بھی بری طرح پامال کئے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ بعض بچے افلاس کی وجہ سے پیدائش سے قبل ہی قتل کر دیئے جاتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ان معصوموں کے سر پر بھی شرف وتکریم انسانی کا تاج رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ’’اَکْرِمُوا اَوْلَادَکُمْ۔ اپنی اولاد کی بھی عزت و تکریم کیا کرو اور ان کی عمدہ تربیت کرو۔‘‘ (ابن ماجہ کتاب الادب)

آپ نے بچوں کے قتل کو ناجائز قرار دیا خواہ وہ مسلمانوں کے ہوں یا غیروں کے۔

چنانچہ جب ایک غزوہ میں مشرکین کے چند بچے مارے گئے۔ تو آپ کو اس کا بہت رنج اور دکھ ہوا۔ کسی صحابی نے کہا: یارسول اللہ، وہ مشرکوں کے بچے تھے۔ آپ نے فرمایا خبردار بچوں کو قتل مت کرنا۔ خبردار بچوں کو گرفتار مت کرنا۔ پھر فرمایا کہ ہر بچہ فطرت صحیحہ لے کر پیدا ہوتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل)

ایک عورت آپ کے پاس اپنا بچہ لے کر آئی اور عرض کی کہ یارسول اللہ میرا یہ بیٹا ہمیشہ بیمار ہی رہتا ہے۔ دعا کریں کہ یہ مر جائے تا اسے تکلیفوں سے نجات مل جائے۔ آپ نے فرمایا میں اس کے مرنے کی بجائے یہ دعا کروں گا کہ یہ تندرست ہو کر جوان ہو اور جہاد میں شریک ہو کر شہادت کا رتبہ پائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس بچہ نے جوان ہو کر میدان جنگ میں شہادت پائی۔ شرف انسانیت کے قیام کی یہ کیسی عظیم مثال ہے کہ وہ بچہ جس کی ماں اس کی موت کی تمنا لے کر آئی تھی آپ نے اسے ایسی زندگی کی دعائیں دیں جسے قرآن کریم نے شہادت یعنی ہمیشہ کی زندگی قرار دیا ہے اور موت کہنے سے بھی روکا ہے۔

عرب میں ایسے شقی القلب لوگ بھی تھے جو بچوں سے شفقت اور محبت روا رکھنا ناجائز خیال کرتے تھے۔ آپ نے اس بارہ میں بھی ان معصوم فرشتوں کا شرف قائم فرمایا: ایک دفعہ آپؐ اپنے نواسوں کو پیار سے چوم رہے تھے کہ ایک بدوی سردار نے کہا: میرے دس بچے ہیں میں نے تو کبھی کسی کو نہیں چوما۔ آپؐ نے فرمایا اللہ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

(بخاری کتاب الادب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت وشفقت اور ان کے اکرام کا یہ عالم تھا کہ آپ اگر سواری پر سوار ہوتے تو راستے میں جو بچے مل جاتے انہیں اپنے ساتھ آگے پیچھے بٹھا لیتے۔ راستہ میں چلتے بچوں کو خود سلام کرتے۔ کوئی نیا پھل آتا تو سب سے پہلے مجلس میں موجود سب سے کمسن بچے کو دیتے۔

حضرات گرامی! اُس زمانے کے لوگ اگر اپنے بچوں کا شرف بھی پامال کرتے تھے تو یتیموں کی حالت تو اس سے کہیں بدتر تھی۔ آپؐ نے ان کمزوروں اور بے سہاروں کا شرف قائم کرنے کے لئے جہاں یتیم کو کھانے پینے میں شامل کرنے والے اور اس کی پرورش کرنے والے کو جنت میں اپنی معیت کی بشارت دی، وہاں مکہ کی گلیوں نے یہ عجیب ماجرا بھی دیکھا کہ ایک دفعہ ایک یتیم بچہ روتا ہوا جا رہا تھا۔ اس کے جسم پر تن ڈھانپنے کو کپڑے بھی نہ تھے، پاؤں زخمی تھے اور کئی روز کے فاقوں کی وجہ سے اس کا پھول سا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی آپ کی آنکھیں بھر آئیں، اِس سراپا شفقت ورحمت نے اُس یتیم کو اٹھا لیا، پیار کیا، اپنے گھر لے گئے، کھانا کھلایا، کپڑے پہنائے اور اپنے بچوں کی طرح رکھا پھر اس کے رشتہ داروں کو اطلاع دی اور ان کے پاس پہنچا دیا۔

اسی طرح ایک اور یتیم کو جب ایسی ہی حالت میں روتے ہوئے دیکھا تو اسے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ محمد تیرا باپ اور عائشہ تیری ماں بن جائے؟ بچے نے رونا بند کر کے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ۔

دنیا میں تو آج چائلڈ لیبر کے خلاف آواز اٹھائی جا رہی ہے، آج ان کے حقوق کے لئے تنظیمیں بنائی جا رہی ہیں لیکن ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل اٹھائی اور دلوں میں یتیم کے لئے رحمت وشفقت کی شمعیں روشن کر دیں۔

عورتوں سے حسن سلوک

اسلام سے قبل مختلف معاشروں اور اقوام میں عورت نہایت پستی کی زندگی بسر کر رہی تھی۔ اہل عرب عورت کے وجود کو موجب ذلت وعار سمجھتے تھے۔ اس مظلوم صنف کو زندہ بھی رکھتے تو اس سے تمام حقوق زندگی سلب کر لیتے تھے۔ شادی کی کوئی حد نہ تھی۔ جتنی عورتوں کو چاہتے اپنے نکاح میں رکھتے۔ جب تک خاوند زندہ رہتا یہ اس کے ماتحت ذلتیں برداشت کرتی اور خاوند کی وفات کے بعد یہ ورثے کا مال تصور کی جاتی، اس کے ورثاء چاہتے تو اس سے شادی کر لیتے اور چاہتے تو کسی دوسرے شخص کے حوالے کر دیتے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اس شرف انسانی سے محروم بے حقوق طبقہ نسواں کو بھی اپنا حقیقی اور باعزت مقام عطا ہوا۔ اس کو وراثت میں حصہ دار ٹھہرایا گیا اور شادی بیاہ کے معاملہ میں اس کی رضا کو مقدم رکھا گیا۔

آپؐ نے عورت کی تین حیثیتوں ماں، بیوی اور بیٹی کی دینی اور اخلاقی اعتبار سے عظمت، کرامت اور حرمت قائم فرمائی۔ ماں کو وہ عالیشان مرتبہ عطا فرمایا کہ اس کے زیر اقدام جنت بسا دی اور ہدایت فرما دیں کہ خدا اور رسول کے بعد عزت وتکریم کی سب سے زیادہ حقدار تمہاری ماں ہے۔

یہی نہیں بلکہ آپ نے تو ماں کے ساتھ رضاعی تعلق کو بھی عزت وتوقیر کا اعلیٰ مقام عطا فرمایا چنانچہ آپ کی رضاعی والدہ جب تشریف لاتیں تو آپ ان کے احترام میں کھڑے ہو جاتے اور ان کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے۔ (ابوداؤد)

دنیا کے کسی بھی مذہب میں ماں کے بارہ میں ایسا اعلیٰ ترین تصور کہاں پیش کیا گیا ہوگا؟ بیویوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا ساری کی ساری متاع ہی تو ہے اور اس کی سب سے بہتر متاع صالح عورت ہے۔

(مسلم کتاب النکاح)

عورت کو صنف لطیف ٹھہراتے ہوئے آبگینے سے تشبیہ دی اور مرد سے پہلے عورت کا خیال کرنے کا ارشاد فرمایا۔ نیز فرمایا کہ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ بھی اچھا ہو۔ بیوی کے وقار اور منزلت کو بامِ عروج تک پہنچانے کے لئے اس کے ساتھ حسن سلوک اور اس کی دلجوئی کو ایک شوہر کی خوبی اور شرافت کا معیار قرار دیا۔

اہل عرب نرینہ اولاد پر اتراتے اور فخر کرتے تھے لیکن لڑکیوں کا وجود ان کے سر پر غرور کو جھکا دیتا تھا۔ اپنی جھوٹی اناؤں کے اسیر بن کر اس معصوم کو بہیمیت کا نشانہ بناتے اور جیتی جاگتی معصوم جان کو فریادوں، سسکیوں اور آہوں کے باوجود زندہ درگور کردیتے۔

ایسے ہی لوگوں میں سے ایک شخص مسلمان ہوگیا اور ایک دن وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہؐ! جاہلیت کے زمانہ میں میری ایک بیٹی تھی۔ جب وہ میری بات سمجھنے اور جواب دینے کے قابل ہوئی تو میرے بلانے پر بھاگی بھاگی آتی تھی۔ ایک دن میں نے اسے بلایا تو وہ میرے ساتھ چل پڑی یہاں تک کہ مَیں اپنے خاندان کے ایک کنوئیں کے پاس پہنچا میں نے اُس معصوم بچّی کو ہاتھوں سے پکڑا اور اس کنوئیں میں پھینک دیا۔ مجھے اتنا یاد ہے کہ مَیں نے اس کی دلدوز چیخیں سنیں وہ مجھے پکارتی رہی ہائے میرے ابّا، ہائے میرے ابّا! رسول کریمؐ نے یہ سنا تو آپؐ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔ حتیٰ کہ آنسوؤں کی برسات سے آپؐ کی ریش مبارک بھی تر ہوگئی۔

(الدارمی المقدمه)

اس ظالمانہ سلوک کا شکار اور زحمت سمجھ کر زندہ درگور کی جانے والی بچی کو شرف انسانی کے قیّم نے رحمت خداوندی کے نزول کا سبب قرار دیا اور شفقت و رأفت کے ساتھ اس کی تربیت اور تعلیم کا اہتمام کرنے والے کو روزِ محشر اپنی معیت اور جنت کی بشارت دی۔

آپ کا اپنا طرز عمل یہ تھا کہ جب آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آتیں تو آپؐ کھڑے ہوجاتے اور ان کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب)

اور جب کسی سفر پر روانہ ہوتے تو سب سے آخر پر حضرت فاطمہ سے ملتے اور جب واپسی ہوتی تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ سے ملنے کے لئے تشریف لے جاتے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انداز بھی تو بچی سے محبت اور شفقت کا ہی آئینہ دار ہے کہ آپ حضرت زید کے بیٹے اسامہ کو بچپن میں اٹھا کر فرمایا کرتے تھے کہ تو اگر لڑکی ہوتا تو میں تجھے فلاں فلاں زیور اور اچھے اچھے کپڑے پہناتا۔

یوں اس محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بے حقوق اور بے حیثیت سمجھی جانے والی اور زندگی کے معنوں سے نا آشنا اس مخلوق کو وہ عزت و منزلت عطا فرمائی کہ تختِ زندگی پر مرد کے ساتھ برابری کے مقام پر بٹھادیا۔ قطرہ کو دریا، ادنیٰ کو اعلیٰ اور کنیز کو ملکہ بنا دیا۔ یہ تھا وہ انقلاب جس کا ذکر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اپنے اشعار میں یوں کیا ہے کہ:

کیا تیری قدر و قیمت تھی؟ کچھ سوچ! تری کیا عزت تھی
گویا تو کنکر پتھر تھی، احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر!، ترکہ میں بانٹی جاتی تھی
وہ رحمت عالم آتا ہے، تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے، سب حق تیرے دلواتا ہے
ان ظلموں سے چھڑواتا ہے
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

آدمیت کے احترام کا درس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صرف زندوں کا شرف ہی قائم نہیں ہوا بلکہ آپ نے تو احترام میت کے بارہ میں بھی دنیا کو ایسی قدروں سے روشناس کرایا جن کی تاریخ عالم میں نظیر نہیں ملتی۔

مدینہ کے یہود کی تمام تر زیادتیوں اور عہد شکنیوں کے باوجود شہر مدینہ میں یہ عجیب نظارہ دیکھا گیا کہ کسی یہودی کا جنازہ آیا تو رسول کریمؐ احتراماً کھڑے ہوگئے۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ، یہ کسی مسلمان کا نہیں یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا یہودی انسان نہیں ہوتا؟

(بخاری کتاب الجنائزباب من قام لجنازة یهودی)

یہی نہیں بلکہ آپ جب بھی کسی انسان کی نعش کو بے گور و کفن پڑا دیکھتے تو فوراً اسے دفن کرنے کا ارشاد فرماتے۔ کبھی آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ یہ کافر ہے یا مسلمان؟ (مستدرک)

جنگ احزاب میں سردار مکہ نوفل مخزومی خندق میں گر کر ہلاک ہوا۔ کفار مکہ نے اس ڈر سے کہ مسلمان انتقاماً اس کی نعش کا مثلہ نہ کریں بارہ ہزار درہم تک کی پیشکش کی۔ لیکن ہمارے نبیؐ نے فرمایا۔ اہل مکہ کو بلا معاوضہ یہ نعش لوٹا دو تا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق اسے دفن کرسکیں اور انہیں کہہ دو کہ ہم لاشوں کی تجارت نہیں کرتے۔

(سیرت ابن هشام جلد 3 ص273)

یہ ہیں احترام آدمیت کا درس دینے والے اعلیٰ انسانی اقدار کے قیم اور شرف انسانی کے علمبردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ محض چند مثالیں اور اشارے تھے جو وقت کی رعایت سے پیش کئے جاسکے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم صرف محسن مسلمین یا مؤمنین ہی نہیں تھے بلکہ محسنِ انسانیت تھے اور مذاہب عالم کی تاریخ میں بلاتفریقِ رنگ و نسل اور مذہب و ملت انسانیت زندہ باد کا پہلا نعرہ آپ نے بلند فرمایا۔ جب ہم نسل انسانی پر آپ کے احسانات کا تذکرہ سنتے ہیں تو دل درود و سلام سے بھر جاتے ہیں اور بے اختیار یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ اے محسن انسانیت تو نے تار تار انسانی شرف اور پامال ہوتی ہوئی انسانی قدروں کو دوبارہ قائم کیا، پستیوں کو رفعتوں سے بدل دیا اور حیوان صفت وحشی لوگوں کو انسانیت کے ارفع مراتب سے روشناس کرادیا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

”درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قومِ وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا اِنسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پُھونک دی اور سچّے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کردیا۔“

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 206)

آج پھر انسانیت کا شرف خاک میں ملایا جارہا ہے، آج بھی انسانی قدریں پامال ہو رہی ہیں۔ نسلی، مذہبی اور طبقاتی اور سیاسی اختلافات کی بناء پر آج انسانیت عراق و فلسطین میں بھی آہیں بھر رہی، برما کے گلی کوچوں اور شاہراہوں میں بھی اپنی ذلت پر نوحہ کناں ہے اور افغانستان و پاکستان میں بھی اپنے شرف کی بھیک مانگ رہی ہے۔

ایسے ہی زمانہ کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت بھی عطا فرمائی تھی کہ اس زمانہ میں آپ کا ایک غلام صادق مبعوث ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو دوبارہ زندہ کرے گا اور ایک دفعہ پھر لوگوں کو بہیمیت سے نکال کر باخلاق اور باخدا انسان بنائے گا۔ سو اس مبعوث کے ذریعہ شرف انسانی کے قیام کی اس عظیم الشان مہم کا آغاز ہوچکا ہے اور آپ کے بعد آپ کی خلافتِ حقہ کے ذریعہ نسلی تفاخر اور قومی عصبیتیں مٹ رہی ہیں، کالے گورے اور مشرقی مغربی سبھی ایک امام کے ہاتھ پر جمع ہوکر سچی انسانی ہمدردی کے جذبوں سے سرشار خدمت انسانیت پر کمربستہ ہیں۔

پس آج انسانیت کا یہ کھویا ہوا شرف آپ احمدیوں کے ذریعہ، ہاں آپ کے ذریعہ بحال ہونا ہے۔ آج آپ سے وہ مثالیں زندہ ہونی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے قائم کی تھیں۔ پس اٹھیں اور اپنے عمل صالح اور نیک نمونے کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی نسبتوں کا حق ادا کرتے ہوئے شرف انسانیت کو اس طرح قائم کردیں کہ اپنے اور غیر سبھی آپ کے ہم آواز ہوکر یہ نعرہ بلند کریں کہ

شرف اِنسانی کا قیم
صلی اللہ علیہ وسلم

اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارك وسلم إنك حميد مجيد۔

بقیہ صفحہ 6

سمرقند پہنچی۔ روسی حکام اس دوران مزار کی حالت ٹھیک کرتے رہے لیکن اس کے باوجود سوئیکارنو جب وہاں پہنچا تو مزار کی حالت دیکھ کر رو پڑا اور اس نے روسی حکام سے کہا ”تم اس عظیم انسان کی عظمت سے ذرا برابر واقف نہیں ہو“ اس نے روس کو پیشکش کی ”تم یہ مزار مجھے بیچ دو۔ میں مزار کی مٹی کے برابر سونا دینے کیلئے تیار ہوں“ وہ مزار پر دس گھنٹے قرآن خوانی بھی کرتا رہا۔

روسی حکومت نے اس واقعے کے بعد مزار کی تعمیر نو کروائی اور امام بخاریؒ کے روضے کو زائرین کیلئے کھول دیا۔ ازبکستان کی موجودہ حکومت نے مزار کی توسیع بھی کی اور اس کی تزئین و آرائش بھی۔ حضرت امام بخاریؒ کا اصل مزار عمارت کے تہہ خانے میں ہے۔ تہہ خانہ بند رہتا ہے لیکن ہمیں تہہ خانے کے اندر جانے اور حضرت امام بخاریؒ کے پاؤں میں بیٹھ کر دعا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں نے اصل روضے کی تصویر بھی بنا لی۔ حکومت نے بخارا میں امام بخاریؒ میوزیم بنا دیا ہے۔ اس میں امام بخاری سے منسوب چند اشیاء اور اوراق بھی رکھے ہوئے ہیں لیکن صحیح بخاری کا اصل نسخہ وہاں بھی نہیں۔ صحیح بخاری کی ایک نقل تاشقند میں بھی موجود ہے۔ تاشقند میں خست امام کمپلیکس میں قرآن میوزیم ہے۔ اس میوزیم میں حضرت عثمان غنیؓ کے زیر استعمال رہنے والے قرآن مجید بھی شامل ہیں۔ ان میں وہ قرآن مجید بھی موجود ہے جس کی تلاوت کرتے ہوئے آپؓ کو شہید کردیا گیا تھا۔ قرآن مجید کے اس نسخے پر بھی حضرت عثمانؓ کے لہو کے نشان ہیں۔ قرآن مجید کا یہ نسخہ فتوحات کے دوران امیر تیمور کے ہاتھ لگ گیا تھا اور یہ مختلف خاندانوں سے ہوتا ہوا ازبک حکومت کے پاس پہنچ گیا۔ اسی قسم کا ایک نسخہ استنبول کے توپ کاپی میوزیم میں بھی موجود ہے۔ میرے پاس ان دونوں نسخوں کی تصاویر موجود ہے۔ دونوں نسخوں میں اصل کون سا ہے۔ ہم سرِدست اس کا فیصلہ نہیں کرسکتے لیکن تاشقند کا قرآن مجید بظاہر زیادہ قدیم دکھائی دیتا ہے۔ میوزیم میں صحیح بخاری کا ایک نسخہ بھی موجود ہے لیکن یہ اصل کی کاپی محسوس ہوتا ہے۔ اصل صحیح بخاری کہاں ہے؟ کیا یہ دنیا میں کہیں موجود ہے۔ ہم حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن جہاں تک امام بخاریؒ کی محنت اور کاوش کا تعلق ہے یہ دنیا کی آنکھ سے کبھی اوجھل نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دائمی ہے اور دنیا کا جو شخص اللہ کی ذات میں گم ہوجاتا ہے اس کا نام بھی دائمی ہوجاتا ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس 2/اکتوبر 2012ء)

سمرقند کا سفر نامہ

جاوید چوہدری اپنے کالم میں لکھتے ہیں

ازبکستان کے پاس اگر کچھ نہ ہوتا تو بھی اس کی شہرت، معیشت اور عزت کیلئے سمرقند کافی تھا۔ ازبک زبان میں سمرقند کا مطلب ملاقات کی جگہ یا میٹنگ پلیس ہے۔ یہ شہر دو ہزار سات سو پچاس سال پرانا ہے۔ یہ ماضی میں سلک روٹ کا بڑا جنکشن تھا۔ یہ شہر سنٹرل ایشیا کے پُر فضا ترین مقام پر بنایا گیا اور یہ تاریخ کے تمام بڑے فاتحین کی گزر گاہ تھا۔ سکندرِ اعظم نے سمرقند کو 329 قبل مسیح میں فتح کیا اور یہ اس کی خوبصورتی اور جغرافیائی پوزیشن دیکھ حیران رہ گیا۔ سمرقند افغانستان اور اس کے بعد ہندوستان کا دروازہ تھا۔ دنیا کے تمام بڑے فاتحین سمرقند سے گزر کر افغانستان، ایران اور ہندوستان میں داخل ہوتے تھے۔ نبی رسالتؐ کی رحلت کے بعد حضرت قثم بن عباسؓ سمرقند تشریف لائے اور سنٹرل ایشیا میں اسلام کی اشاعت کا آغاز کیا۔ حضرت قثمؓ نبی اکرمؐ کے چچا حضرت عباسؓ کے صاحبزادے بھی تھے۔ آپؐ کے کزن بھی۔ سمرقند کے گستاخوں کو حضرت قثمؓ کی تبلیغ پسند نہ آئی چنانچہ انہوں نے آپؓ کو عین نماز کے دوران شہید کر دیا۔ آپؓ کا سر مبارک تن سے جدا کر دیا گیا لیکن جب تدفین کے وقت سر مبارک جسم اطہر کے قریب رکھا گیا اور آپؓ کو لحد میں اُتارا گیا تو آپؓ کا جسد مبارک غائب ہو گیا۔ سمرقند کے لوگوں کا خیال ہے حضرت قثم بن عباسؓ ابھی تک زندہ ہیں چنانچہ یہ انہیں شاہ زندہ کہتے ہیں۔ یہ کہانی کس قدر سچ ہے ہم یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں تاہم سمرقند میں حضرت قثمؓ کا مزار موجود ہے۔ یہ ایک طویل کمپاؤنڈ ہے جس میں امیر تیمور کے خاندان سمیت بے شمار نامور لوگوں کی قبریں ہیں اور ہر قبر عظیم تعمیراتی شاہکار ہے۔ یہ چھوٹے بڑے درجنوں مقبروں کا مجموعہ ہے اور آپ جب اس کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہیں تو ہر مقبرہ آپ کی توجہ کھینچ لیتا ہے اور آپ اس کے بنانے والے کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ چنگیز خان نے 1220ء میں سمرقند فتح کیا۔ سمرقند کا نام اس وقت افراسیاب تھا۔ اس نے افراسیاب کی ساری آبادی قتل کر دی۔ تمام عمارات اور مکانات تاراج کر دیئے اور اس کے بعد شہر کو آگ لگا دی لیکن اسے حضرت قثم بن عباسؓ کے روضہ مبارک کی طرف آنکھ اُٹھانے کی جرات نہ ہوئی۔ یہ سمرقند کی واحد عمارت تھی جو چنگیز خان کی بربریت سے محفوظ رہی۔ تیمور کے خاندان کے بے شمار لوگ شاہ زندہ کے دائیں بائیں مدفون ہوئے اور یہ نبی رسالتؐ کے کزن کی ہمسائیگی کی بدولت خود کو بخشش کا حق دار سمجھ رہے ہیں۔

سمرقند کا اصل دور تیمور سے شروع ہوا۔ تیمور 1336ء میں کیش نام کے گاؤں میں برلاس قبیلے میں پیدا ہوا۔ اس کا والد معمولی جاگیر دار تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تیمور کو بے انتہاء صلاحیتوں سے نواز رکھا تھا۔ یہ دونوں ہاتھوں سے لڑ سکتا تھا۔ اس کے حوصلے غیر متزلزل تھے۔ یہ اس کے ساتھ ساتھ علم اور عالموں کا بھی شیدائی تھا۔ اس نے اپنے گاؤں کے اردگرد شہر سبز کے نام سے شاندار شہر تعمیر کروایا۔ یہ نابغہ روزگار شہر تھا اور تیمور اپنی بائیوگرافی میں بار بار اس کی تعریف کرتا ہے لیکن اس نے اپنی ریاست کا دارالحکومت سمرقند ہی کو بنایا۔ سمرقند تیمور کے دور میں دنیا کا خوبصورت ترین شہر تھا۔ شہر کے چاروں اطراف چودہ بڑے بڑے باغ بنائے گئے۔ پورے شہر میں ہزاروں درخت لگائے گئے اور سڑکوں اور گھروں کو انگور کی بیلوں سے چھپا دیا گیا۔ تیمور اپنے سمرقند کو بہشت بر زمین کہتا تھا اور یہ غلط بھی نہیں تھا۔ تیمور کی سلطنت روس سے دہلی اور آذربائیجان سے لے کر بغداد، شام اور قاہرہ تک پھیلی تھی لیکن سمرقند اس کی جان تھا۔ یہ ایک دن شطرنج کھیل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شاہ تھا۔ عین اس وقت اس کی لونڈی آئی اور اسے بیٹے کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔ تیمور نے ہاتھ میں پکڑے شاہ کی طرف دیکھا اور اس بیٹے کا نام شاہ رخ رکھ دیا۔ یہ بیٹا اس کے انتقال کے بعد اس کی سلطنت کا وارث بنا۔ تیمور کا ایک بیٹا جوانی میں بلڈ کینسر سے مر گیا دوسرا بیٹا دہلی کی فتح کے دوران مارا گیا۔ تیسرا بیٹا بھی بیماری کا شکار ہو گیا اور پیچھے رہ گیا شاہ رخ۔ یہ درویش صفت انسان تھا۔ تیمور اپنی وسیع سلطنت اس کے حوالے نہیں کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے اپنے پوتے محمد سلطان کی تربیت شروع کر دی۔ یہ تیمور کی کاپی تھا لیکن بدقسمتی سے یہ ولی عہد بھی تیمور کی زندگی میں وفات پا گیا۔ تیمور نے سمرقند میں اس کا خوبصورت مقبرہ بنوایا۔ تیمور نے اپنی زندگی میں شہر سبز میں اپنی قبر تعمیر کروا دی تھی لیکن آپ قدرت کے فیصلے دیکھئے۔ یہ قبر آج تک خالی پڑی ہے کیونکہ تیمور 1405ء میں چین کی مہم کے دوران قزاقستان میں سردی لگنے کی وجہ سے بیمار ہوا اور راستے میں ہی فوت ہو گیا۔ اس کی لاش سمرقند لائی گئی اور اسے اس کے پوتے محمد سلطان کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ تیمور کا پوتا الغ بیگ سمرقند کا حکمران بنا تو اس نے تیمور کا عالی شان مقبرہ تعمیر کروا دیا۔ اس کے ساتھ شاہی خانقاہ بنوائی، شاہی مدرسہ بنوایا اور اپنے دادا کی قبر کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے زندگی بخش دی۔ یہ مقبرہ آج تک سمرقند میں موجود ہے اور ہر سال لاکھوں سیاح اس کی ''زیارت'' کیلئے آتے ہیں۔

سمرقند کے لوگ تیمور کے مقبرے کو ''گور تیمور'' کہتے ہیں۔ یہ عالی شان عمارت ہے جو دیکھنے والے کو پہلی نظر میں کھینچ لیتی ہے۔ مقبرے کی دیواروں اور چھت پر سونے، سبز اور نیلے پتھروں سے قرآنی آیات لکھی ہیں۔ تیمور کی قبر کا پتھر آذربائیجان سے لایا گیا۔ یہ گہرے سبز رنگ کا پتھر ہے جو سورج کی روشنی کے ساتھ ساتھ رنگ بدلتا ہے۔ نادر شاہ درانی نے جب سمرقند فتح کیا تو وہ یہ پتھر اُکھاڑ کر ساتھ لے گیا تھا لیکن راستے میں اس کی بیٹی بیمار ہو گئی چنانچہ اس نے یہ پتھر واپس بھجوا دیا۔ تیمور کے محلات اور دربار ختم ہو گئے لیکن اس کی قبر ابھی تک موجود ہے اور دنیا بھر کے سیاحوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

الغ بیگ تیمور کا پوتا اور شاہ رخ کا بیٹا تھا۔ یہ فطرتاً سائنس دان تھا۔ یہ فلکیات میں خصوصی دلچسپی رکھتا تھا۔ اس نے سمرقند میں شاندار مدرسہ تعمیر کروایا۔ یہ سینٹرل ایشیا میں ماڈرن سائنسز کا پہلا مدرسہ تھا۔ طالبِ علم اس میں آٹھ سال پڑھتے تھے اور چار سال دینی تعلیم حاصل کرتے تھے اور چار سال دنیاوی علوم بالخصوص سائنس کے مضامین۔ الغ بیگ نے فلکیات اور زمین پر ریسرچ کی اور کمال کر دیا۔ اس نے قدیم شہر افراسیاب کے کھنڈرات کے قریب عظیم رصدگاہ تعمیر کروائی۔ الغ بیگ اور اس کے سائنس دان اس رصدگاہ میں زمین کی ہئیت اور ستاروں پر ریسرچ کرتے رہے۔ اس نے زمین کے اندر چوتھائی چاند کی طرز کی خندق کھودی۔ پتھروں سے خندق کی تعمیر کروائی۔ اس کے کناروں پر ڈگریاں بنوائیں۔ چھت پر سوراخ کیا اور اس سوراخ سے ستاروں کی چال نوٹ کرتا رہا۔ اس نے سال کو 365 دنوں میں تقسیم بھی کیا۔ آج کے کیلنڈر اور الغ بیگ کے کیلنڈر میں صرف 58 سیکنڈ کا فرق تھا۔ اس نے 1018 ستارے بھی دریافت کئے اور اس نے سورج، چاند اور زمین کا آپس میں تعلق بھی تلاش کر لیا۔ الغ بیگ حکمران کم اور سائنس دان زیادہ تھا۔ یہ اگر چند سال مزید زندہ رہتا تو یہ دنیا کے عظیم سائنس دانوں میں شمار ہوتا لیکن 1449ء میں اس کے صاحبزادے نے اسے اس وقت قتل کروا دیا جب یہ حج کیلئے مکہ جا رہا تھا۔ الغ بیگ کو بعد ازاں تیمور کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ الغ بیگ کے بعد اس کی رصدگاہ تباہ کر دی گئی۔ سائنس دانوں کو قتل کر دیا گیا مگر اس کا ایک شاگرد علی اس کی کتاب لے کر ترکی بھاگ گیا۔ یہ کتاب دو سو سال بعد انگریزوں کے ہاتھ لگی اور وہ یہ کتاب دیکھ کر حیران رہ گئے۔ آکسفورڈ پریس نے 1665ء میں یہ کتاب شائع کر دی اور یوں الغ بیگ کی ریسرچ نے دنیا کو حیران کر دیا۔ 1900ء کے شروع میں روس کے ایک آرکیالوجسٹ نے اس کتاب کی روشنی میں الغ بیگ کی رصدگاہ کے مقام کا تعین کیا۔ کھدائی شروع کروائی اور اس نے مٹی میں دفن رصدگاہ تلاش کر لی۔ یہ رصدگاہ آج بھی موجود ہے اور دنیا اس کا نظارہ کر کے حیران رہ جاتی ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس 28 ستمبر 2012ء)

امام بخاری سمرقند میں

حضرت امام بخاریؒ کے ذکر کے بغیر سمرقند کا تذکرہ مکمل نہیں ہوتا۔ حضرت امام بخاریؒ کا اصل نام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بروزبہ البخاری تھا لیکن تاریخ نے انہیں امام بخاری کا نام دیا۔ یہ بخارا میں پیدا ہوئے اور صحیح بخاری مرتب کرنے کے بعد دوبارہ بخارا تشریف لے آئے مگر امیر بخارا کو ان کی مقبولیت نہ بھائی چنانچہ یہ سمرقند کے مضافات میں اپنے ایک عزیز کے گھر منتقل ہو گئے اور یہ 870ء میں 60 سال کی عمر میں اسی جگہ انتقال فرما گئے۔ امام کو ان کے حجرے میں دفن کر دیا گیا۔ وقت گزرتا رہا۔ تیمور آیا۔ اس نے آپؒ کا مقبرہ تعمیر کروایا۔ تیمور گزر گیا اور اس کے گزرنے کے ساتھ ہی مقبرے کی نگہداشت بھی ختم ہو گئی۔ عمارت گری اور آہستہ آہستہ مقامی قبرستان میں گم ہو گئی۔ روس نے 1868ء میں سمرقند پر قبضہ کر لیا۔ سمرقند کی تمام عبادت گاہیں، روضے اور مزارات پابندی کا شکار ہو گئے اور یوں امام بخاریؒ کا مزار گمنامی کی مزید گرد میں گم ہو گیا۔ روس نے 1961ء میں انڈونیشیا کے صدر سوئیکارنو کو دورے کی دعوت دی مگر سوئیکارنو نے شرط رکھ دی وہ روسی صدر سے ملاقات سے قبل امام بخاریؒ کے مزار پر حاضری دیں گے۔ سوویت یونین کے لئے یہ دورہ انتہائی ضروری تھا مگر یہ اس وقت تک امام بخاریؒ کے نام سے واقف نہیں تھے چنانچہ ڈھونڈ مچی اور یہ ڈھونڈ روسی اہلکاروں کو سمرقند لے آئی۔ مزار اس وقت کسی سربراہ مملکت کی وزٹ کیلئے مناسب نہیں تھا۔ روسی حکومت نے بچنے کی کوشش کی لیکن سوئیکارنو کا اصرار قائم رہا۔ سوئیکارنو جون 1961ء کے شروع میں ماسکو پہنچا۔ حکومت نے اسے ٹرین پر سوار کر دیا۔ یہ ٹرین چار دن بعد

باقی صفحہ 5 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد الیاس منور کاہلوں صاحب اعزازی کارکن لوکل انجمن احمدیہ ربوہ اطلاع دیتی ہیں۔

میرے بیٹے مکرم انوار احمد ثمر کاہلوں صاحب و بہو محترمہ آمنہ بشریٰ صاحبہ آف ٹورانٹو کینیڈا کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی کے بعد مورخہ 30 دسمبر 2012ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت فاران احمد ثمر کاہلوں نام عطا فرمایا ہے اور وقف نو کی تحریک میں بھی شمولیت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ نومولود مکرم چوہدری طارق حیات صاحب کاہلوں آف کینیڈا کا نواسہ ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر کرے، ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنی نوع انسان کیلئے مفید وجود بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم شکیل مسعود احمد خان صاحب دارالفتوح غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے پیارے دوست مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب نمبردار چک متھر ومہ (اسد میڈیسن ربوہ) جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے بعد سخت بیمار ہو کر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں داخل ہیں۔ سانس کی تکلیف کے ساتھ ساتھ دل اور دیگر عوارض کا شدید حملہ ہوا ہے اور ہوش میں نہ ہیں۔ مصنوعی تنفس کے سہارے پہ ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

مکرم نعیم اللہ باجوہ صاحب دارالعلوم شرقی مسرور ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ نسیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری شاہ نواز باجوہ صاحب مرحوم ان دنوں علیل ہیں۔ احباب سے شفائے کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم ملک تصور حیات صاحب ابن مکرم ملک خضر حیات صاحب جرمنی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بڑے ماموں مکرم محمد قاسم صاحب ابن مکرم احمد دین صاحب نصیر آباد غالب ربوہ ایک سال بیمار رہنے کے بعد مورخہ 6 جنوری 2013ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مرحوم کی عمر 40 سال تھی۔ مورخہ 7 جنوری 2013ء کو نماز فجر کے بعد مکرم صوفی احمد یار صاحب سیکرٹری وصایا نصیر آباد غالب ربوہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم ریاست علی سندھو صاحب صدر حلقہ نصیر آباد غالب نے دعا کروائی۔ مرحوم نے پسماندگان میں ضعیف والدین، ایک بھائی، ایک بہن اور بیوہ کے علاوہ تین بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے نیز پسماندگان کو صبر جمیل اور مرحوم کی نیکیاں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم محمد آصف منہاس صاحب تحریر کرتے ہیں۔

مکرم میاں محمد احمد خاں منہاس صاحب ابن مکرم میاں غلام نبی خاں منہاس آف چک نمبر 166 مراد ضلع بہاولنگر مورخہ 10 جنوری 2013ء کو کراچی میں انتقال کر گئے۔ آپ کی عمر 78 سال تھی۔ مورخہ 12 جنوری کو بعد از نماز ظہر مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ مکرم میاں رکن الدین خاں منہاس آف پھگواڑی گورداسپور کے پوتے اور حضرت حکیم محمد زمان عباسی رفیق حضرت مسیح موعود کے نواسے تھے۔ مرحوم مخلص، باوقار اور بااخلاق انسان تھے۔ آپ اپنے علاقہ میں ایک بہت ہی نمایاں حیثیت رکھنے والے بارسوخ شخص تھے۔ علاقے کے بڑے بڑے نمایاں سیاستدان اور صاحب ثروت لوگ نہ صرف آپ کے حلقہ احباب میں شامل ہوتے بلکہ دل سے آپ کی عزت اور تکریم کرتے اور آپ کے پاس مشورہ کیلئے آتے۔ آپ ہمیشہ اپنے علاقے کی بہتری کیلئے مختلف کمیٹیوں میں بھی شامل رہے۔ علاقے کی بہتری اور رفاہی کاموں میں آپ سے مشورہ لیا جاتا۔ مشرف دور میں جب علاقے کے معززین کی کمیٹیاں بنائی گئیں تو مختلف ایجنسیز سے علاقے کے نیک اور صاف ستھری شہرت رکھنے والے لوگوں کے نام طلب کئے گئے۔ بہاولنگر کی سہ رکنی کمیٹی میں میاں محمد احمد خاں بھی ان لوگوں میں شامل تھے۔ آپ دلیری، بہادری، اور نیک نامی کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ چک نمبر 166 مراد اردگرد کے علاقے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ آپ کو دوسری جماعتی خدمات کے ساتھ ضلع بہاولنگر کے پہلے قائد ضلع خدام الاحمدیہ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ 7 بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ ساری اولاد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اپنے رنگ میں جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔ آپ کے بیٹے مکرم مظفر محمود منہاس صاحب کراچی، مکرم انس محمود منہاس صاحب صدر جماعت حلقہ بیت فضل لندن، مکرم منصور محمود منہاس صاحب سابق قائد ضلع بہاولنگر و قائد علاقہ بہاولپور، مکرم مسعود محمود صاحب لندن، مکرم اظہر محمود صاحب حفاظت خاص لندن، مکرم ڈاکٹر طاہر محمود منہاس صاحب طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ اور مکرم ڈاکٹر خالد محمود منہاس صاحب سیکرٹری امور خارجیہ میامی، امریکہ ہیں۔ اور بیٹی مکرمہ فوزیہ منہاس صاحب زوجہ محمد اکرم علوی صاحب نواب شاہ ہیں۔ جبکہ ایک بہن مکرمہ فرخ تاج بیگم صاحبہ کینیڈا اور دو بھائی مکرم میاں مجید احمد خاں منہاس 166 مراد اور مکرم مبشر احمد خاں منہاس جرمنی حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی خوبیاں ان کے خاندان میں جاری رکھے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا فرخ احمد صاحب واقف زندگی لیکچرار ناصر ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے دادا جان مکرم مرزا نذیر احمد صاحب مورخہ 18 دسمبر 2012ء کو بعمر 84 سال ملتان میں وفات پا گئے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 19 دسمبر کو مکرم مظفر احمد خالد صاحب مربی ضلع ملتان نے پڑھائی۔ مقامی احمدیہ قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مربی صاحب ضلع نے ہی دعا کروائی۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں 6 بیٹے مکرم مرزا نصیر احمد صاحب، مکرم مرزا نسیم احمد صاحب (سابق صدر حلقہ حسن آباد ملتان)، مکرم مرزا نفیس احمد صاحب، مکرم مرزا طاہر احمد صاحب، مکرم مرزا ناصر احمد صاحب اور مکرم مرزا نعیم احمد صاحب اور متعدد پوتے پوتیاں اور پڑپوتے پڑپوتیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالی مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم شیخ محمد انور صاحب ریلوے روڈ دنیاپور تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 14 دسمبر 2012ء کو میرے چھوٹے بھائی مکرم شیخ محمد بشیر صاحب بعمر 54 سال دنیاپور میں ہارٹ اٹیک کی وجہ سے وفات پا گئے۔ مرحوم محترم مولانا غلام باری سیف صاحب کے داماد تھے۔ مرحوم نے 4 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ مخالفین نے دنیاپور کے قبرستان میں تدفین نہ ہونے دی۔ اس لئے جنازہ ربوہ لایا گیا۔ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے 15 دسمبر کو بعد از نماز ظہر جنازہ پڑھائی اور قبرستان عام ربوہ میں تدفین کے بعد دعا مکرم خالد مسعود صاحب ناظر اشاعت نے دعا کرائی۔

مورخہ 25 دسمبر 2012ء کو میرے دوسرے چھوٹے بھائی مکرم شیخ منور احمد صاحب بعمر 58 سال گردوں کی خرابی کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ ان کی نماز جنازہ اسی دن بعد نماز عشاء مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب نے پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم مظفر احمد خالد صاحب مربی ضلع ملتان نے دعا کرائی۔ مرحوم نے 4 بیٹے، 3 بیٹیاں ایک اہلیہ یادگار چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹی/ بیٹا شادی شدہ ہیں۔

اندرون ملک و بیرون ملک احباب نے اظہار تعزیت کیا ہے۔ ان سب کا مشکور ہوں اور احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردس میں جگہ دے، لواحقین کا حامی و ناصر ہو اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

گوندل کے ساتھ پچاس سال

گوندل کراکری سے گوندل بینکوئیٹ ہال
ترقی معیار اور خدمت کی گولڈن جوبلی

بکنگ آفس: گوندل کیٹرنگ گولبازار ربوہ
ہال: سرگودھا روڈ ربوہ

فون: 0300-7709458,0301-7979258, 6212758

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جا سکتی ہے

25 جنوری 2013ء

5:00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am تلاوت قرآن کریم
5:45 am درس حدیث
6:05 am یسرنا القرآن
6:35 am دورہ حضور انور
7:50 am جاپانی سروس
8:10 am آداب زندگی
8:50 am Shotter Shondhane
11:00 am تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:35 am یسرنا القرآن
11:55 am انجینئرنگ فورم کو حضور انور کا خطاب
12:40 pm سرائیکی سروس
1:20 pm راہ ہدیٰ
3:00 pm انڈونیشین سروس
4:00 pm فقہی مسائل
4:40 pm تلاوت قرآن کریم
4:55 pm سیرت النبی ﷺ
6:00 pm خطبہ جمعہ LIVE
7:15 pm یسرنا القرآن
7:35 pm بنگلہ پروگرام
8:40 pm خلافت احمدیہ سال بہ سال
9:20 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 2013ء
10:35 pm یسرنا القرآن
11:00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:20 pm انجینئرنگ فورم۔حضور انور کا خطاب

26 جنوری 2013ء

12:15 am ریئل ٹاک
1:15 am فقہی مسائل
2:00 am خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 2013ء
3:15 am راہ ہدیٰ
5:00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am تلاوت قرآن کریم
5:45 am یسرنا القرآن
6:15 am انجینئرنگ فورم۔حضور انور کا خطاب
7:10 am خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 2013ء
8:25 am راہ ہدیٰ
10:00 am لقاء مع العرب
11:05 am تلاوت قرآن کریم
11:30 am الترتیل
12:00 pm مجلس انصار اللہ بیلجیئم اجتماع 2008ء
1:00 pm بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:40 pm سوال و جواب
2:40 pm انڈونیشین سروس
3:40 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 2013ء
4:55 pm تلاوت قرآن کریم
5:05 pm سٹوری ٹائم
5:30 pm الترتیل
6:00 pm انتخاب سخن LIVE
7:00 pm Shotter Shondhane
9:15 pm راہ ہدیٰ
11:05 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:20 pm جلسہ سالانہ بیلجیئم 2008ء

27 جنوری 2013ء

12:15 am فیتھ میٹرز
1:15 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:45 am راہ ہدیٰ
3:20 am سٹوری ٹائم
3:45 am خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 2013ء
5:00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am تلاوت قرآن کریم اور درس
5:50 am الترتیل
6:30 am مجلس انصار اللہ بیلجیئم اجتماع 2008ء
7:25 am سٹوری ٹائم
7:40 am خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 2013ء
8:55 am Shotter Shondhane
11:00 am تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:15 am یسرنا القرآن
11:40 am چلڈرن کلاس
12:30 pm فیتھ میٹرز
1:35 pm سوال و جواب
3:00 pm انڈونیشین سروس
4:00 pm سپینش سروس
5:05 pm تلاوت قرآن کریم
5:30 pm یسرنا القرآن
6:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جنوری 2013ء
7:00 pm Shotter Shondhane LIVE
9:05 pm ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
10:05 pm گڈز ٹائم
10:40 pm یسرنا القرآن
11:05 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:35 pm چلڈرن کلاس

درخواست دعا

❁ مکرم چوہدری مجید احمد باجوہ صاحب دارالصدر غربی قمر ربوہ تحریر کرتے ہیں۔ مکرم چوہدری مبشر احمد باجوہ صاحب آف کھوکھر والی ضلع نارووال بوجہ ذیابیطس بیمار ہیں۔ ہارٹ اور گردوں کی تکلیف بھی ہے۔ جس کی وجہ سے بیماری پیچیدگی کی صورت اختیار کر رہی ہے۔ لاہور کے ایک ہسپتال میں ایک ہفتہ سے زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے شفائے کاملہ و عاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 19۔جنوری

طلوع فجر	5:40
طلوع آفتاب	7:06
زوال آفتاب	12:19
غروب آفتاب	5:32

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی ڈبی -/120 روپے بڑی -/480 روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

موسم سرما کی بہترین نئی ورائٹی دستیاب ہے
ورلڈ فیبرکس
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ربوہ
نوٹ: ریٹ کے فرق پر خریدا ہوا مال واپس ہو سکتا ہے

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

سیل۔ سیل۔ سیل
S.Price Rs 200 to Rs 400
نیز بچگانہ سکول شوز صرف -/350 روپے
نیو رشید بوٹ ہاؤس گولبازار ربوہ
فون: 0476213835

وردہ فیبرکس
گرم شال کی تمام ورائٹی دستیاب ہے
سیل۔ سیل۔ سیل
وول گرم کھدر کاٹن لینن اور جاپانی کی تمام ورائٹی پر زبردست سیل جاری ہے۔
عاطف احمد فون: 0333-6711362

الحمید ہومیو کلینک
پرانی اور نئی لیکن ضدی امراض
ہومیوفزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔اے
ڈی ایچ ایم ایس پنجاب آر ایم پی (پاکستان)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ
0344-7801578

Got.Lic# ID.541 IATA
ملکی و غیر ملکی ٹکٹ۔ ریکنفرمیشن۔ انشورنس
ہوٹل بکنگ کی بارعایت سروس کے لئے
Sabina Travels Consultant
Yadgar Road Rabwah
047-6211211,6215211
0334-6389399

سیل سیل سیل
لیڈیز، جینٹس اور بچگانہ جوتوں پر 17 جنوری بروز جمعرات سے محدود مدت کیلئے زبردست سیل
سیل بروز جمعہ بھی جاری رہے گی انشاءاللہ
کامران شوز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ 476-215344

FR-10

Skylite Training Institute Of Information Technology
سکائی لائٹ انسٹیٹیوٹ کے زیر اہتمام کمپیوٹر کورسز کا اجرا ہو چکا ہے
JOB OPPORTUNITIES
MBA اور Graduates کے لیے ۔ آج ہی رابطہ کریں
jobs@skylite.com ۔ 25000 سے 50000 تک کمانے کا موقع
داخلے جاری ہیں
مناسب فیس
انتہائی پروفیشنل ٹیچرز، بہترین کلاس روم اور لیب
کمپیوٹر بیسک ۔ مائیکروسافٹ آفس ۔ ویب ڈویلپمنٹ ۔ آن لائن مارکیٹنگ ۔ گرافکس ڈیزائننگ
047-6215742 ۔ 4/14 سیکنڈ فلور، گول بازار ربوہ۔ Skylite Communications